باسمہٖ تعالیٰ

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

ہادیٔ عالم
علی
کرّم اللہ وجہہ الکریم

مُشکل کُشاء

بقولِ اکابرِ دیوبند مولیٰنا اشرف علی تھانوی

از

صوفی محمدؐ اقبال قادری گولڑوی
مجلس تحفظ ناموسِ رسالت پشاور

انھیں کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات اُن کی

انھیں کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات اُن کی

گذارشِ احوالِ واقعی

چند برس سے علی العموم صوبہ سرحد اور بالخصوص پشاور شہر اور چھاؤنی میں "انجمن تبلیغ قرآن وسنّت" کے زیر اہتمام ایام متبرکہ پر جلسوں کا اہتمام کیا جاتا ہے جن میں "علماءِ دیوبند" تقاریر کرتے ہیں ان تقاریر میں سوائے اس کے کچھ نہیں ہوتا مگر یہ کہ "عامۃ المسلمین" کو "بدعتی" "کافر" اور "پاکستانی مشرک" ثابت کیا جائے۔

اور اب تو اس قسم کی مضحکہ خیز، نفرت انگیز اور فساد سے بھرپور تقاریر کے لازمی نتیجے میں بے اتفاقی۔ بد اعتمادی نفرت بھری ایک ایسی فضا قائم ہو چکی ہے جو کسی وقت بھی پشاور کے مظلوم مسلمانوں کو جنگ و جدل کی بھٹی میں جھونک سکتی ہے۔ اِن تقاریر سے پشاور کے لوگ بارود کے ایسے ڈھیر پر بیٹھ چکے ہیں جو کسی وقت بھک سے اُڑ تمام امن و سکون کو تباہ کر سکتا ہے پشاور کے عوام شکوک و شبہات میں ایسے پریشان حال ہیں کہ وہ آنکھوں سے دیکھ کر اور کانوں سے بزرگوں کو گالیاں سنانے کی وجہ سے مرنے مارنے پر آمادہ ہو چکے ہیں۔

حق تو یہ تھا کہ علماء محققین اتفاق و محبّت اور ادب و احترام کا درس

دیتے۔ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا فریضہ سرانجام دیتے لیکن آج کل کے یہ "گندم نما جو فروش" مُلا بغض و عناد اور نفرت و عداوت کی آگ بھڑکا کر چند ٹکے بٹور کر چلے جاتے ہیں۔ یہی نہیں کہ وہ دُوسرے مکاتیبِ فکر کے علمائے کرام کو اپنی بدزبانی سے نواز رہے ہیں بلکہ اپنے ہی فرقہ دیوبندیہ کے مخالف القیاس علماء کو بھی اپنی زبانِ بے لگام سے دھڑا دھڑ گالیاں نکالنے پر فریضۂ ابلیسیہ سرانجام دے رہے ہیں اور ہر مخالف کو گالیاں نکالنا اپنا شعار بنا لیا ہے اس پر فخر کیا جاتا ہے اور اس فعلِ شنیعہ اور کرتوتِ ابلیسیہ پر فخر و مباہات سے سربلند کیا جاتا ہے۔ گالیاں نکالنا، بے ہُودہ مذاق کرنا، طنز و افتراء کے تیر برسانا اپنا ایمان سمجھ لیا گیا ہے۔

افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ انتظامیہ سب کچھ دیکھ کر آنکھیں بند کیے ہے۔ فساد کے ان تندوروں کے دھوئیں کو دیکھ کر عوام کے امن و سکون کی بربادی کے سامان کو مزید ہوا دینے کی کھلی چھٹی دے دی گئی ہے۔ نظر یُوں آتا ہے کہ لڑاؤ اور حکومت کرو کی انگریزی پالیسی پر سختی سے عمل پیرا ہُوا جا رہا ہے۔ غنڈوں کی حمایت کی جاتی ہے۔ شریف نمازیوں کو بے عزت کروایا جاتا ہے۔ ان کو مارا جاتا ہے اور انہیں مساجد سے دھکے دے کر نکلوا دیا جاتا ہے اقبال نے اسی منظر کی عکاسی ان الفاظ میں کی ہے۔ ؎

بسے نادیدنی را دیدہ ام من !
مرا اے کاش کے مادر نہ زادے

اس وقت ایک ایسی قسم کے دریدہ دہن اور تہذیب سے قلاش مُلّا کی ایک ایسی تقریر کے بابت بتانا لازم سمجھا گیا ہے تاکہ عامۃ المسلمین کو "دیوبندیت" کے نام پر اس انجمن کے مبلّغین جو دھوکہ دے رہے ہیں اُس کا ازالہ ہو سکے۔ یہ گروہِ دیوبندیّت کی آڑ میں "وہابیّت" جو کہ پاکستان میں سمگل کیا ہُوا ایک نیا "اِزم" ہے پھیلا رہا ہے تاکہ چند ٹکوں کے ماہوار وظیفہ کو حلال کیا جا سکے ؎

"مذہب فروختند و چہ ارزاں فروختند"

فکرِ وھابیت "فکرِ اہل سنت وجماعت" حنفی مذہب کے قطعاً خلاف ہے جیسے انگریزوں نے اپنے دَورِ اقتدار میں دوام بخشنے کے لئے پروان چڑھایا تھا اگر دیوبند کا برقعہ اوڑھ کر "وہابیت" نہ پھیلائی جائے تو پھر غیر مقلدیّت کے اعتبار سے کوئی بھی سادہ لوح مسلمان اِن کے جھانسے میں نہ آسکے نہ کوئی دھوکا کھا سکے۔ چنانچہ اس انجمن کے زیرِ اہتمام کوہاٹی دروازہ میں خاکسار تحریک کے سالار قاری محمد اسلم کی زیرِ صدارت "اولیاءِ اُمّت کانفرنس" کے نام سے ایک جلسہ عام منعقد ہُوا اس میں ایک مُلّا "ضیاء الرحمان فاروقی" نے گالیوں سے

گھڑی ہوئی ایک تقریر کی جس میں دیوبندی علماء کے علاوہ تمام اولیاء
امت کو "اولیاء الشیطن" کی غلیظ گالی دی گئی۔ یہ نہایت ہی افسوسناک
اور دکھ بھری بات کہی گئی ہے۔ پشاور شہر کے مسلمانوں کی اس طرح کھلے بندوں
دل آزاری کی گئی جبکہ تمام مسلمان حنفی اہل طریقت کی عظمت و شان کے ازلی
قائل ہیں۔

ان تمام خرافات کے علاوہ اس شخص نے اپنی تقریر میں ایک ایسا گستاخانہ کلمہ استعمال
کیا جس کی صفائی میں کچھ نہ کہنا انتہائی بے حمیتی کا باعث ہوگا۔ عامۃ المسلمین
کو عموماً اور دیوبندیوں کو خصوصاً یہ بتانا لازم ہے کہ پاکستان کے اہل سنت
کو پاکستانی مشرک کہہ کر خارجیوں کے وظیفے کھانے والے کو اپنے حکیم الامت مفسر
قرآن وحدیث اپنے مسلک میں ہزاروں لوگوں کو خلیفہ مجاز بنانے والے مولانا
اشرف علی تھانوی کے متعلق یہ فتویٰ دینا ہوگا کہ وہ بھی اپنے اس مسلک
کی بناء پر "ہندوستانی مشرک" تھے۔

اس تقریر کے دوران کہا گیا کہ امام الاولیاء مولائے مشکل کشا فاتح خیبر اسد اللہ
واسد الرسول حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کو جو لوگ مشکل کشا
کہتے ہیں وہ مشرک ہیں۔ جو کسی انسان کو حاجت روا سمجھتے ہیں وہ

بھی مشرک ہیں۔ اُس وقت ان الفاظ کی تائید میں دار العلوم بھر جبکہ دار العلوم

دیوبند کا جانشین ہونے کی حیثیت سے تقریر محسوس کر رہے تھے فلک شگاف نعرے لگ رہے

تھے مقرر صاحب اور سامعین کرام سب سے ایک ہی سوال کیا جاتا ہے کہ اکابرین دیوبند

کے پیشوا اور حکیم الامت کے بارے میں کیا فتویٰ ہوگا۔

سنو اور غور سے سنو۔ پڑھو اور نہایت غور سے پڑھو کہ فرقہ دیابنہ کا مفسر

قرآن۔ آپ کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی حضرت مولائے کائنات

اسد اللہ الغالب علیٰ کل غالب حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم

کے بارے میں اپنی کتاب موسوم بہ "تعلیم الدین" مکمل و مدلل ص ۱۴۲

مطبع "تاج کمپنی لاہور کراچی" از حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نے اس رسالہ

میں یہ شعر درج کیا ہے ؎

دُور کر دل سے حجابِ جہل و غفلت مرے ربّ

کھول دے دل میں درِ علم و حقیقت مرے ربّ

ھادیٔ عالم علی مشکل کشا کے واسطے

یاد رہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کو ہادی عالم اور مشکل کشا ہم بھی تسلیم نہیں

کرتے بلکہ امت دیوبندیہ کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

بھی واشگاف الفاظ میں تسلیم کر رہے ہیں ؎

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے!

اُن کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

خارجیوں کا اتنا ہی چندہ کھائیے جو ہضم ہو سکے۔ آپ زیادہ کھا کر بد ہضمی کا شکار ہو چکے ہیں آپکے اکابرین بھی یہ کہکر پورے "ہندوستانی مشرک" بن گئے۔ ع

ہادیٔ عالم علی مشکل کشاء کے واسطے

یہ رسالہ دیوبندیوں کے حکیم الامت نے ۲۷ صفر روز پنجشنبہ ۱۳۱۵ھ کو مدرسہ جامع العلوم کانپور "انڈیا" میں مکمل کیا تھا اس رسالے میں حکیم الامت نے مناجات کو درج کرنے سے پہلے لکھا ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت قبلہ وکعبہ (حاجی امداد اللہ مہاجر مکی) کے ارشاد فرمودہ ایک مناجات جس میں بزرگوں کے توسّل سے تمام خیر و برکت طلب کی ہے اس کو آخر میں لگادی جائے تاکہ اس کو ذوق وشوق سے جناب الٰہی میں عرض کیا کریں اور اس میں یہ بھی فائدہ ہے کہ بزرگوں کے توسل سے دُعا جلد قبول ہوتی ہے۔ اس عبارت سے یہ بھی ثابت ہُوا کہ بالواسطہ نہیں بلکہ بلاواسطہ دُعا قبول ہوتی ہے۔ یہ مناجات بار بار پڑھیئے اور بقول ضیاء الرحمٰن فاروقی حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی پر مشرک ہونے کا فتویٰ دیجیئے اور نعرے لگا لگا کر تائید کیجئے۔

جادو وہ ہوتا ہے جو سر پر چڑھ کر بولتا ہے۔ قارئین کرام حضرت مولائے کُل ہادی عالم مشکل کشا سیّدنا امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ہی اکیلے مشکل کشا نہیں بلکہ اس فرقہ دیابنہ کے امیر الامراء اور بقول علماء دیابنہ "امام ربّانی" رشید احمد گنگوہی کی دعا ہی بذاتِ خود مشکل کشا ہے اور اس پر طرّہ یہ کہ اگر تمام اُمت کے اولیاء اور علماء بھی دعا کریں تو نفع نہ ہوگا ؎

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے

اب وہ حوالہ درج کیا جا رہا ہے اور انصاف کرنا قارئین پر چھوڑا جا رہا ہے کہ "صراطِ مستقیم" سے راہ گم کردہ ضیاء الرحمٰن فاروقی نے پاکستان کے ۹۵ فیصد اہلِ سنت وجماعت کے مسلک کو پاکستانی مشرک کہا ہے کتنا ظلمِ عظیم کیا ہے اور یہ خود کو اس فرقے کا مبلغ اور داعی کہلاتا ہے جس فرقے کے امیر کی دعا مشکل کشا" حوالہ پیش خدمت ہے "تذکرۃ الرشید" ج ۲ ص ۲۱۵ مطبوعہ ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور مصنفہ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی" لکھتے ہیں۔

"مولوی عبدالسبحان انسپکٹر پولیس ضلع گوالیار (انڈیا) فرماتے ہیں کہ مولوی محمد قاسم صاحب کمشنر بندوبست ریاست گوالیار ایک مرتبہ پریشانی میں مبتلا ہوا اور ریاست کی طرف سے تین لاکھ روپے کا مطالبہ ہُوا اُن کے بھائی یہ خبر پا کر حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی

کی خدمت میں گنج مراد آباد پہنچے حضرت مولٰنا نے ان کا وطن معلوم کیا۔ انہوں نے جواب میں بتایا کہ "دیوبند" مولانا نے تعجب کے ساتھ فرمایا، گنگوہ حضرت مولانا کی خدمت میں قریب کیوں نہ گئے۔ اتنا دراز سفر کیوں اختیار کیا۔ انہوں نے عرض کیا حضرت یہاں مجھے عقیدت لائی ہے۔ مولانا نے ارشاد فرمایا تم گنگوہ ہی جاؤ تمہاری مشکل کشائی حضرت مولٰنا رشید احمد صاحب گنگوہی کی دعا پر موقوف ہے میں اور تمام روئے زمین کے اولیاء دعا کریں گے تو نفع نہ ہوگا"۔

یہ دونوں واقعات یہ ثابت کر رہے ہیں کہ ضیاالرحمٰن فاروقی کا یہ فتویٰ کہ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو مشکل کشا کہنا پاکستانی مشرکوں کا کام ہے قطعاً غلط ہے اگر اس فتویٰ کو صحیح تسلیم کیا جائے تو اس کی زد میں ہندوستانی مشرک بھی آجاتے ہیں۔ جبکہ ضیاالرحمٰن فاروقی کے اساتذہ کے استاد مولوی اشرف علی اس بارے میں صحیح العقیدہ تھے اور فاروقی صاحب یقیناً راستے سے گمراہ ہو چکے ہیں۔

دوسرے یہ ثابت ہوا کہ بزرگوں کی دعا سے مشکل کشائی ہو جاتی ہے۔ اور بلا دور ہو جاتی ہے۔ یہی مشکل کشائی کہلاتی ہے اسے ہی حاجت روائی کہتے ہیں جو صرف اور صرف انسانوں کے ہاتھوں سے سر انجام پاتی ہے۔ اگر مولوی رشید احمد گنگوہی کی دعا سے ایک صاحب کی مشکل کشائی ہوتی ہے تو جس ہستی مقدس علی المرتضیٰ کے متعلق رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرمائیں۔

(۱) کل عَلَم اُسے دیا جائیگا جس سے اللہ راضی ہے اور جو اللہ سے راضی ہو گیا۔

(۲) کل عَلَم اُسے دیا جائیگا جس سے اللہ کا رسول راضی ہے اور جو اللہ کے رسول سے راضی ہو گیا۔

(۳) کل عَلَم اُسے دیا جائیگا جس کے ہاتھوں سے خیبر فتح ہو گا اور جو ناکام واپس نہ آئے گا۔

اِن گمراہوں کیلئے یہی دو عبارتی حوالے کافی ہیں لیکن ان کے صراطِ مستقیم پر آنے کی کوئی موہوم سی اُمید بھی دکھائی نہیں دیتی۔

؎

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نیکو گفتی
جوابِ تلخ می زیبد لبِ لعل شکر خارا

صوفی محمد اقبال قادری پشاور

اللہ یحکم بینکم یوم القیامۃ

حفظ الایمان

مع

بسط البنان

مصنفہ

حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ العالی

باہتمام

سید عبدالعلیم (مدیر مطبع علیمی) خلف مولوی حافظ سید محمد عبدالاحد صاحب مرحوم مالک مطبع مجتبائی دہلی

نے

اپنی مطبع علیمی دہلی میں شائع کیا

ارزاں کتب ملنے کا پتہ سید عبدالعلیم مالک مطبع علیمی محلہ چوڑیوالان (میگزین) دہلی یاد رکھو

حفظ الایمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال - کیا فرماتے ہیں حامیان دین وناصران شرع متین اس بارہ میں کہ زید کہتا ہے کہ سجدہ کی دو قسم ہیں تعبدی اور تعظیمی - تعبدی اللہ تعالےٰ کیساتھ مختص ہے اور تعظیمی کسی کے ساتھ مختص نہیں - لہٰذا تعظیماً سجدہ قبور جائز ہو اور کہتا ہے کہ طواف قبور جائز ہے - دلیل جواز حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا مقولہ ہے - انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ صفحہ (۱) سطر ۱۲ - بیان ذکر کشف قبور فرماتے ہیں وبعدہ ہفت کرہ طواف کند و دراں تکبیر بخواند و آغاز از راست کند بعدہ طرف پایاں رخسارہ نہد انتہی - اس سے طواف اور سجدہ اور بوسہ قبور سب کچھ جائز ہو گیا - اور کہتا ہے کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں - بالذات اس معنی کر عالم الغیب خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا - اور بواسطہ اس معنی کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عالم الغیب تھے زید کا یہ استدلال اور عقیدہ وعمل کیسا ہے - بینوا توجروا -

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

جواب سوال اول - ظاہراً سجدہ تعظیمی سے مراد سجدہ تحیہ ہے اس صورت میں اس تقسیم میں گفتگو نہیں ہے البتہ کلام اس میں ہے کہ سجدہ تحیہ غیر اللہ کیلئے جائز ہے یا نہیں سو زید مدعی جواز کی اس جواز سے کیا مراد ہے آیا شرائع سابقہ میں جائز ہونیکا دعویٰ ہے یا شریعت محمدیہ میں اگر شرائع سابقہ میں جائز ہونیکا دعویٰ ہے تو اول خود اسی میں کلام ہے اور قصہ حضرت آدم علیہ السلام وحضرت یوسف علیہ السلام میں جو لفظ سجود آیا ہے اُس میں احتمال ہو کہ محض انحنا مراد ہو چنانچہ بہت مفسرین مثل جلال سیوطی وجلال محلی وغیرہما اسطرف گئے ہیں اور اگر شرائع سابقہ میں اُسکا جائز ہونا تسلیم بھی کر لیا جائے تب بھی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہمارے لیے بھی جائز ہو کیونکہ شرائع سابقہ کے بہت سے احکام منسوخ ہو چکے ہیں جیسا حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت میں بھائی بہن کا نکاح درست تھا اور اب حرام ہے

علی ہذا بہت امور اس قسم کے ہیں بلکہ خود ہماری شریعت میں بعض امور اولاً جائز تھے پھر حرام ہو گئے جیسا شراب کا پینا کہ پہلے حلال تھا پھر حرام ہو گیا بہر حال شرائع سابقہ میں جائز ہونیسے ہماری شریعت میں جائز ہونا لازم نہیں اور اگر مراد یہ ہو کہ شریعت محمدیہ میں جائز ہو تو اسپر دلیل لانا ضروری ہے سو تمام قرآن و حدیث میں ایسی دلیل کا پتہ نہیں اور اگر کہا جائے کہ شرائع سابقہ میں اس کا جائز ہونا جب ہماری شریعت میں بیان کیا گیا تو گویا ہماری شریعت نے بھی اُسکو قائم رکھا سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حکم اُس صورت میں ہے جبکہ ہماری شریعت میں اس پر انکار نہ کیا گیا ہو اور اسکو ممنوع نہ قرار دیا ہو ورنہ پھر جواز سابق یقیناً منسوخ ہو گا سو اس مسئلہ میں ہماری شریعت میں جو وارد ہوا ہے اُس کو نقل کرتا ہوں. مشکوۃ میں ابو داؤد سے نقل کیا ہے. عن قیس بن سعد قال اتیت الحیرۃ فرأیتھم یسجدون لمرزبان لھم فرأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احق ان یسجد لہ فاتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت انی اتیت الحیرۃ فرأیتھم یسجدون لمرزبان لھم فانت احق ان نسجد لک فقال لی ارأیت لو مررت بقبری أکنت تسجد لہ فقلت لا فقال لا تفعلوا لو کنت امرت احدا ان یسجد لامرت النساء ان یسجدن لازواجھن لما جعل اللہ لھم علیھن من حق جسکا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت قیس بن سعد صحابی فرماتے ہیں کہ میں مقام حیرہ میں جو پہنچا تو اُن لوگوں کو دیکھا کہ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا کہ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم تو زیادہ تر مستحق سجدہ کے ہیں میں نے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں حیرہ میں گیا تھا اور میں نے اُن لوگوں کو دیکھا کہ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں تو آپ زیادہ مستحق ہیں سجدہ کے آپنے مجھسے ارشاد فرمایا کہ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر میری قبر پر تم گذرو تو کیا اُسکو بھی سجدہ کروگے میں نے عرض کیا کہ نہیں اُسکو تو سجدہ نہ کرونگا آپنے فرمایا کہ ایسا کام مت کرو یعنی مجکو سجدہ مت کرو اگر میں کسی کو امر کرتا کہ کسی کے سامنے سجدہ کرے تو عورتوں کو امر کرتا کہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں بوجہ اُس حق کے جو اُنپر اللہ تعالے نے مقرر فرمایا ہے. فقط اب اس حدیث میں ذرا غور فرمائیے کہ صحابی نے جس سجدہ کی اجازت چاہی تھی وہ سجدہ عبادت تھا یا سجدہ تحیتہ اگر سجدہ عبادت کہا جائے تب تو ظاہر ہے کہ وہ شرک ہے اس سے لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ صحابی نے شرک کرنے کی اجازت چاہی ہوگی صحابہ کا تو بڑا مرتبہ ہے جسکو ذرا بھی عقل اور دین ہو اُسکو شرک کے جواز کا احتمال نہیں ہو سکتا کیونکہ کفر و شرک عقلاً بھی قبیح بالذات ہے اور جو قبیح بالذات کا ہے منسوخ بھی نہیں ہو سکتا

توصحابی پرکب احتمال ہے کہ انہوں نے اُسکو قابلِ جواز سمجھا ہو جب جواز کے قائل نہیں تو اجازت
مانگنا کب ممکن ہے کیونکہ اجازت تو اُسی کی مانگی جاتی ہے جس میں جائز ہونیکا احتمال ہو۔ پس
اس سے ثابت ہوا کہ جس سجدہ کی اجازت چاہی تعبدی نہ تھا بلکہ سجدۂ تحیتہ تھا سواب دیکھ لینا
چاہیئے کہ اس سجدہ تحیتہ کے اجازت چاہنے پر حضور نے اجازت فرمائی یا ممانعت فرمائی سو
لا تفعلوا صیغہ نہی کا نص ہے باب تحریم میں پس صاف معلوم ہوا کہ یہ سجدۂ تحیتہ ہماری شریعت
میں حرام ہے اب شرائع سابقہ کی حکایت جواز کیلئے حُجت کافی نہ ہوئی۔ یہ گفتگو تو زندہ بزرگ
کو سجدہ کرنے کے باب میں تھی جس کا حرام ہونا اس حدیث سے ثابت ہوا ہے اور قبر کے روبرو
سجدہ کرنا حدیث کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی زیادہ حرام ہے حتیٰ کہ وہی صحابی
جو حضور کو سجدہ کرنے کی اجازت مانگ رہے ہیں جب آپنے اُنسے پوچھا کہ کیا میری قبر کو بھی
سجدہ کروگے تو انہوں نے معاً عرض کیا کہ نہیں قبر کو تو نہ کرونگا اس سے معلوم ہوا کہ قبر کو سجدہ
کرنا اسقدر مذموم و قبیح ہے کہ اُسمیں اُنکو تردد نہیں ہوا صرف سجدہ بحالت زندگی میں اشتباہ تھا
جو رفع کردیا گیا اس سے واضح ہوگیا کہ قبر کو سجدہ کرنا زندہ بزرگ کو سجدہ کرنیسے بھی زیادہ مذموم
ہے جب حدیث سے زندہ کو سجدہ کرنا ممنوع ٹھیرا تو قبر کو سجدہ کرنا بدرجۂ اولیٰ اس سے زیادہ
حرام ہوگا اور یہ تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں گفتگو تھی جس میں آپ نہایت قوی
حیات برزخیہ کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں حیات حضرات انبیاء علیہ السلام خود اہل حق کا عقیدہ
ہے اور موت اُنکی صرف ظاہری اور ضعیف درجہ کی ہے جب اس موت ضعیف کے طاری
ہونے سے کہ حیات سے زیادہ بُعد نہیں ہوا ان کی قبور کو سجدہ کرنا حرام بلکہ زیادہ حرام تھا جیسا ابھی
بیان ہوا سو اوروں پر موت قوی طاری ہونے سے کہ حیات سے بہت زیادہ بُعد ہو جاتا ہے ان
کی قبور کو سجدہ کرنا زیادہ سے بھی زیادہ حرام ہوگا یہ تو مسئلہ کا ثبوت تھا حدیث سے جو مدعی اجتہاد
و تارک تقلید پر بھی حُجت ہے اور جو شخص ائمہ کا مقلد اپنے کو کہتا ہو اُسکے لیئے فتویٰ فقہاء
کا بھی دلیل ہے اسلیئے اُسکو بھی نقل کرتا ہوں درمختار میں ہے۔ وکذا ما یفعلونہ من تقبیل الارض
بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی بہ اثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن وھل یکفران
علی وجہ العبادۃ والتعظیم کفروان علی وجہ التحیۃ لا وصار اثما مرتکبا
لکبیرۃ ترجمہ یہ ہے کہ اسیطرح جو لوگ زمین بوسی کرتے ہیں علماء اور سرداروں کے
سامنے یہ حرام ہے اور کرنیوالا اور راضی ہونیوالا دونوں گنہگار ہوتے ہیں کیونکہ یہ عبادت بت کے

مشابہ ہے اور آیا وہ کافر ہو جاویگا یا نہیں سو اگر بطریق عبادت اور تعظیم ہو تب تو کافر ہو جاویگا اور اگر بطور تحیت وسلام کے ہو تو کافر تو نہو گا اور گنہگار مرتکب گناہ کبیرہ کا ہو گا جب زمین بوسی کو وصف مشابہت عبادت کی وجہ سے حرام کہا تو سجدہ جسمیں ہیئت عبادت کی زیادہ ہو کیونکر حرام نہو گا اور اسے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس روایت میں عبادت اور تعظیم کا ایک حکم بیان کیا ہے کہ اس طور سے سجدہ کرنا کفر ہو پس زیدکی تقسیم میں اگر تعظیم بمعنی تحیتہ نہ لیا جاوے جیسا ہمنے اسکی خاطر سے تاویل کر دی ہو سو سرے سے یہ تقسیم ہی درست نہو گی بلکہ بوجہ اتحاد تعظیم وتعبد کے سجدۂ تعظیم کفر قرار پاویگا اور اگر باوجود دلائل حرمت قائم ہو جانیکے صرف نیت وقصد تحیت کو موجب جواز کہا جاوے تو چاہیئے کہ سب عبادات میں اسیطرح کی تقسیم کرکے غیر اللہ کیلئے جائز کہا جائے نماز کی بھی دو قسمیں ہو جاوینگی ایک بطور تعبد دوسری بطور تحیتہ اول کو غیر اللہ کیلئے حرام ثانی کو جائز کہا جاوے اسیطرح روزہ اور حج اور جمیع عبادات۔ کیونکہ سجدہ اور تمام عبادات اس امر میں متساوی الاقدام ہیں کہا کسی کو یہ جرأت ہوگی کہ نماز روزہ سب کو غیر اللہ کیلئے جائز کہدے اور اگر کسی صالح سے ایسا قول یا فعل کہیں منقول ہو تو اول تو تصحیح روایت کی حسب ضابطہ روایت کے ضروری ہے کیونکہ بعض باتیں بے اصل مشہور ہو جاتی ہیں۔ ثانیاً یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی بزرگ کے قول یا فعل سے شریعت کو بدلدیں بلکہ شریعت کے احکام اپنے حال پر رہینگے حسن ظن کے مقتضاء سے خود ان بزرگ کے قول وفعل میں غلبۂ حال یا خطاء اجتہادی کی تاویل کرینگے۔ ثالثاً عوام الناس تحیتہ وتعبد میں فرق کی تمیز بھی نہیں رکھتے اور مسلمات میں سے ہو کہ ذریعہ حرام کا حرام ہوتا ہے اسلیئے۔ ع کار پاکان را قیاس از خود مگیر ٭ فقط۔ ھذا ھو الحق وماذا بعد الحق الا الضلال۔ فقط

جواب سوال دوم۔ حدیث میں ہے الطواف حول البیت مثل الصلوٰۃ رواہ الترمذی والنسائی والدارمی طواف خانہ کعبہ کا مثل نماز کے ہے اور ظاہر ہو کہ تشبیہ میں مشبہ بہ کا اشہر اوصاف ملحوظ ہوتا ہے اور اُسی کے اعتبار سے تشبیہ ہوا کرتی ہے جیسا اہل علم پر ظاہر ہے اور نماز کا اشہر وصف اُسکا عبادت ہونا ہے پس تشبیہ اُسی وصف کے اعتبار سے ہوگی پس مدلول حدیث کا یہ ہے کہ جسطرح نماز عبادت ہے اُسیطرح طواف بھی عبادت ہے اور عبادت کا غیر اللہ کیلئے حرام ہے بلکہ کفر ہونا نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اور ہر مسلمان کا عقیدہ ہو اور بہ نسبت زندہ کے مردہ کیساتھ ایسے معاملات کا زائد تر حرام ہونا اوپر ثابت ہو چکا پس واضح ہوا کہ طواف غیر بیت اللہ مطلقاً حرام اور طواف قبور اور زیادہ حرام اب فتوی علماء کا دیکھیئے فی اللطائف الرشیدیۃ عن شرح المناسک لعلی القاری ولا یطوف ای لا یدور حول البقعۃ الشریفۃ

لان الطواف من مختصات الکعبۃ المنیفۃ فیحرم حول قبور الانبیاء والاولیاء

یعنی طواف نکرے روضۂ منورہ کے گرد کیونکہ طواف خصوصیات کعبہ شریفہ سے ہے پس حرام ہوگرد

قبور انبیاء اور اولیاء کے اور جب حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم وحضرات انبیاء علیہم السلام کی قبور

شریفہ کا طواف ممنوع ہے جنکی حیات برزخیہ بہ نسبت حضرات اولیاء کے قوی تر ہے تو دوسرے اولیاء

کی قبور کا طواف تو زیادہ تر ممنوع ہوگا اس بنا پر طواف غیر اللہ مطلقاً حرام اور قبور انبیاء کا زیادہ حرام

اور قبور اولیاء کا زیادہ سے زیادہ حرام جیسا جواب سوال اول میں اسکی تقریر مفصل مرقوم ہوچکی ہے

رہگیا مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کا ارشاد سو اُس میں کچھ حجت نہیں کیونکہ یہ طواف اصطلاحی نہیں ہے

جو تعظیم وتقرب کیلئے کیا جاتا ہے اور جسکی ممانعت نصوص شرعیہ سے ثابت ہو بلکہ یہ طواف لغوی یعنی

محض اُسکے گرد پھرنا واسطے پیدا کرنے مناسبت روحی کے صاحب قبر کیساتھ اور لینے فیوض کے

بلاقصد تعظیم وتقرب کے اور وہ بھی عوام کیلئے نہیں جنکو فرق مراتب کی تمیز نہیں بلکہ اہل نسبت کیلئے

جو جامع ہوں درمیان شریعت وطریقت کے اسکی نظیر حضرت جابرؓ کے قصہ میں وارد ہوتی ہے جب اُنکے

والد مقروض ہوکر وفات فرما گئے اور قرضخواہوں نے حضرت جابرؓ کو تنگ کیا اور اُنہوں نے حضور سرور

عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ باغ میں تشریف لاکر رعایت کرا دیجئے اور حضور باغ میں

رونق افروز ہوئے اور چھوارونکے انبار لگوا کر بڑے انبار کے گرد تین بار پھرے حدیث کے یہ الفاظ ہیں طاف حول اعظمہا بیدا ثم جلس علیہ رواہ البخاری

ڈھیر پر بیٹھ گئے آپ میں ایسی برکت ہوئی کہ سب کا قرض ادا ہوگیا اور پھر بھی بہت کچھ بچ گیا غرض اس قصہ

میں ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ حضور کا اُسکے گرد پھرنا کوئی طواف ہی نہ تھا اس ڈھیر کی تعظیم آپکو

مقصود نہ تھی بلکہ اس میں اثر پہنچانیکے لئے اُسکے چاروں طرف پھر گئے اسیطرح کشف القبور کے عمل

میں جو طواف ذکر کیا ہے وہ بھی تعظیم کیلئے نہیں جیسا علم الناس بلکہ بعض خواص کالعوام کرتے ہیں

محض اثر لینے کیلئے اُسکے چاروں طرف پھرے پس کجا طواف ہی جسکا دعویٰ جواز زید کرتا ہے اور کجا یہ

طواف لغوی جو حجت میں پیش کرتا ہے یہ تو ایسی بات ہے کہ قرآن مجید میں لفظ فما استمتعتم سے جسکے

معنی لغوی مقصود ہیں متعہ اصطلاحی کو جائز کہنے لگے جیسا کہ اہل زیغ نے کیا ہے یا قرآن مجید میں

غلام کو عبد کہا گیا ہے محض اس لفظ کو دیکھکر اُسکے معنی عابد کے لیکر اُسکے مالک کو معبود قرار دینے لگے

اور شرک کے جواز کا دعویٰ کر بیٹھے حاصل یہ کہ محض اشتراک لفظی سے بلا دلیل کسی معنی کا مراد لے لینا

اور اُسپر بنا کار کرنا محض مغالطہ ہے اور بالفرض والتقدیر طواف اصطلاحی ہی مراد ہو جو کہ بدلیل

شرعی ممنوع ہے تب بھی کچھ حجت نہیں اسلئے کہ اس عبارت میں کہیں جواز کا نام تک بھی نہیں

صرف کشف قبور کا ایک طریقہ بتلا رہے ہیں کہ اسیطرح کشف قبور ہو جاتا ہے خواہ وہ طریق جائز ہو
یا ناجائز ہو اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ طریق ناجائز سے کشف کب ہو سکتا ہے سو یہ بات وہی شخص کہہ سکتا ہے
جو شریعت و طریقت ہر دو علم سے ناواقف ہو ورنہ علماء ظاہر و باطن کے مسلمات سے ہے کہ کشف و خوارق
اہل اباطل سے بھی حتیٰ کہ کفار سے بھی صادر ہونا ممکن ہے چنانچہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے
سئل ابویزید عن طی الارض فقال لیس بشئ فان ابلیس یقطع من المشرق الی المغرب فی لحظة
واحدة وما هو عند الله بمکان وسئل عن اختراق الهواء فقال ان الطیر یخترق
الهواء الخ ابویزیدؒ سے پوچھا گیا طے زمین کی نسبت آپنے فرمایا کہ یہ کوئی چیز کمال کی نہیں دیکھو ابلیس
مشرق سے مغرب تک ایک لحظہ میں قطع کر جاتا ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اُسکی کوئی قدر
نہیں اور ہوا چیر کر اڑنیکی نسبت پوچھا گیا آپنے فرمایا کہ پرندہ بھی اُڑتا ہے غرض مقصود و طریق
بتلانا ہے گو وہ ناجائز ہو اُسکی نظیر خود حضرت شاہ صاحب ممدوح کے کلام میں موجود ہے قول الجمیل
میں کشف وقائع کے طریق میں تحریر فرماتے ہیں۔ ویضع مصحفا مفتوحا علی یمینه ومصحفا مفتوحا
علی یساره ومصحفا کذلک بین یدیه ومصحفا کذلک خلفه الخ
یعنی ایک قرآن کھلا ہوا اپنی داہنی طرف رکھے اور ایک بائیں طرف اور ایک روبرو رکھے اور ایک
پیچھے رکھے تو اب چاہیئے کہ قرآن کا پشت کیطرف رکھنا بھی کچھہ مضائقہ نہو حالانکہ خود ہی شاہ
صاحب اس طریق کا ناپسند اور خلاف ادب ہونا تحریر فرماتے ہیں وفی قلبی منه شئ لما فیه
من اساءة الادب بالمصحف یعنی میرے دلمیں اس طریق سے خلجان ہے کیونکہ اسمیں قرآن
مجید کی بے ادبی ہے اور باوجود اس طریق کے مذموم ہونیکے پھر بھی اسکی خاصیت کشف وقائع بتلائی
ہے اس سے معلوم ہوا کہ کسی عمل کی کوئی خاصیت بیان کرنا دلیل اُسکے جواز کی نہیں اگر کہا جاوے کہ
بلا انکار نقل کرنا دلیل جواز ہے اور مع الانکار دلیل جواز نہیں سو عمل مصحف میں چونکہ نقل کر کے انکار
بھی فرما دیا ہے اسلیئے اُسکو جائز نہ کہا جاویگا اور طواف میں بلا انکار نقل فرمایا ہے اسلیئے اُسکو
جائز کہا جاویگا جاننا چاہیئے کہ اول تو غیر شارع علیہ السلام کا سکوت حجت نہیں علاوہ اسکے یہ
کہنا غلط ہے کہ شاہ صاحب نے اسپر انکار نہیں فرمایا بعض احباب نے رسالہ تحفۃ الموحدین تصنیف
حضرت شاہ صاحب بیان اشراک فی العبادت صفحہ ۷ سے نقل کیا ہے ارکان حج کہ از اعظم عبادات
است اگر بجائے دیگر ادا نماید کفر است صریح باید کہ گرد قبری یا خانہ سوائے کعبہ نگردند کہ میفرماید
وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ رہا یہ کہ جس جگہ عمل نقل کیا جاوے وہاں ہی انکار ہو یہ کوئی ضرور

نہیں خود قرآن مجید میں بہت جگہ کفار کے اقوال و عقائد نقل کیے ہیں اور دوسری آیات میں انکار فرما دیا
کیا ہے رہا سجدہ اور بوسہ اول تو اس عبارت میں اسکا پتہ نہیں سجدہ کے معنی ہیں پیشانی نہادن بر
زمین اور بوسہ کے معنی ہیں لب نہادن بر چیزے اور رخسارہ نہادن کسی کے بھی معنی نہیں قطع نظر
اس تقریر مذکور بالا سے بھی جواب ہوگیا کہ بیان خاصیت دلیل جواز نہیں فافہم و لا تزل واللہ اعلم فقط

جواب سوال سوم مطلق غیب سے مراد اطلاقات شرعیہ میں وہی غیب ہے جسپر کوئی دلیل قایم نہو
اور اسکے ادراک کیلئے کوئی واسطہ اور سبیل نہو اسی بنا پر لَا یَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ
اِلَّا اللّٰهُ اور لو کنت اعلم الغیب وغیرہ فرمایا گیا ہے اور جو علم بواسطہ ہو اُسپر غیب کا
طلاق محتاج قرینہ ہے تو بلا قرینہ مخلوق پر عالم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونیکی وجہ سے ممنوع و ناجائز ہوگا
قرآن مجید میں لفظ راعنا کی ممانعت اور حدیث مسلم میں عبدی وامتی و ربی کہنے سے نہی اسی
وجہ سے وارد ہے اسلئے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق جائز نہوگا اور اگر
ایسی تاویل سے ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو تو خالق اور رازق وغیرہما بتاویل اسناد الی السبب کے بھی اطلا
کرنا جائز ہوگا کیونکہ آپ ایجاد و بقائے عالم کے سبب ہیں بلکہ خدا بمعنی مالک اور معبود بمعنی مطاع
کہنا بھی درست ہوگا۔ اور جسطرح آپ پر عالم الغیب کا اطلاق اس تاویل خاص سے جائز ہوگا
اسیطرح دوسری تاویل سے اس صفت کی نفی حق جل و علا شانہ سے بھی جائز ہوگی یعنی علم غیب
بالمعنی الثانی بواسطہ اللہ تعالے کیلئے ثابت نہیں پس اگر اپنے ذہن میں معنی ثانی کو حاضر کرکے کوئی
کہتا پھرے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں اور حق تعالے شانہ عالم الغیب نہیں العوذ
باللہ منہ تو کیا اس کلام کو منہ سے نکالنے کی کوئی عاقل متدین اجازت دیگا گوارا کرسکتا ہو اس
بنا پر تو بانو فقیروں کی تمامتر بیہودہ صدائیں بھی خلاف شرع نہونگی تو شرع کیا ہوا بچوں کا کھیل ہوا کہ
جب چاہا بنالیا جب چاہا مٹا دیا پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید
صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم
غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون
بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے
جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سبکو عالم الغیب کہا جاوے پھر اگر زید اسکا التزام
کرے کہ ہاں میں سبکو عالم الغیب کہونگا تو پھر عالم غیب کو منجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے
جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہو وہ کمالات نبوت سے کب ہوسکتا ہے اور

اور التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اسطرح
کہ اسکی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اسکا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے دلائل نقلیہ بیشمار ہیں
خود قرآن مجید میں آپسے نفی کرنا علم غیب کی آیہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر
میں اور نفی کرنا آپسے علم یقین قیامت کی اور بہت سے علوم کی نفی صاف صاف مذکور احادیث میں ہزاروں
واقعات آپکے کتب و رسائل روانہ فرمانیکے مخبروں و جاسوسوں کے اظہار غائبہ دریافت فرمانیکے مذکور ہیں
اگر یہ کہا جاوے کہ علوم غیب تو آپکو سب حاصل ہیں مگر استحضار اُنکا آپکی توجہ پر موقوف ہے چونکہ بعض امور
میں توجہ تام نہ فرماتے تھے اسلیئے بعض واقعات حاضر نہوتے تھے اسکا جواب یہ ہے کہ بہت سے امور
میں آپکا خاص اہتمام سے توجہ فرمانا بلکہ فکر و پریشانی میں واقع ہونا اور باوجود اسکے پھر مخفی رہنا ثابت
ہے قصہ افک میں آپکی تفتیش و استکشاف بابلغ وجوہ صحاح میں مذکور ہے مگر صرف توجہ سے انکشاف نہیں ہوا
بعد ایک ماہ کے وحی کے ذریعہ سے اطمینان ہوا دلیل عقلی یہ کہ علوم غیر متناہی ہیں اور امور غیر متناہیہ کا
اجتماع محال ہونا ثابت و مقرر ہو چکا ہے اگر کسکو ایسے الفاظ سے شبہ واقع ہو جیسا مشکوۃ میں دارمی
کی روایت سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مذکور ہے فعلمت ما فی السموات و
الارض یا مثل اسکے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ یہاں عموم و استغراق حقیقی مراد نہیں کیونکہ
اُسکا استحالہ اوپر دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہو چکا ہے بلکہ عموم و استغراق اضافی مراد ہے یعنی باعتبار بعض
علوم کے کہ وہ علوم ضروریہ متعلقہ بہ نبوت ہیں عموم فرمایا گیا ہے اُسکا مقتضا صرف اسقدر ہے کہ نبوت کے
لیے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپکو بتمامہا حاصل ہو گئے تھے۔ الفاظ عموم کا عموم اضافی میں
مستعمل ہونا محاورات جمیع السنہ میں بلا نکیر جاری ہے اور خود قرآن مجید میں مذکور بلقیس کی نسبت فرمایا
گیا ہے واوتیت من کل شیء یعنی اسکے پاس تمام چیزیں تھیں۔ یہ ظاہر ہے کہ اُسکے
پاس اس زمانہ کی ریل اور تار برقی اور لیمپ و گیاس اور فوٹو وغیرہ ہرگز نہ تھے۔ وہاں بھی اشیائے
ضروریہ لازمہ سلطنت کا عموم مراد ہے پس ایسا عموم مثبت مدعاء زید ہرگز نہیں اجوبہ مذکورہ سے
واضح ہو گیا کہ زید کا عقیدہ اور قول سرتاسر غلط اور خلاف نصوص شرعیہ ہے ہرگز اُنکا قبول کرنا کسیکو
جائز نہیں زید کو چاہیئے کہ توبہ کرے اور اتباع سنت اختیار کرے۔ ومن اللہ التوفیق والهدایة
ومنہ البدایة والیہ النهایة فقط

کتبہ

الاحقر محمد اشرف علی عفی عنہ

بسط البنان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد وصلوٰۃ کے واضح ہو کہ اہل ہوا وہوس کے شہرت حاصل کرنیکے لیئے کوئی نہ کوئی طریقہ اختیار کرنیکا ہمیشہ سے دستور چلا آتا ہے۔ ایسے لوگونسے جب کچھ بن نہیں پڑتا تو اچھونکو برا کہنا اپنا پیشہ کر لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اسمیں ہمارا نام ہوگا چنانچہ بریلی کے مولوی احمد رضا خانصاحب نے جو مصداق اس شعر کے ہیں شعر اگر دجال بروئے زمین ست ہمین ست وہمین ست وہمین ست ✤ حضرات علماء دیوبند ودہلی کو کافر کہنا شروع کیا اور ان حضرات کو مخاطب کر کے مجادلہ کے اشتہارات چھاپے ان بزرگوں نے فضول سمجھکر انکی طرف التفات نہ کیا۔ بلکہ ایک دفعہ جب بریلی میں ایسے اشتہارات کے جواب لکھنے پر انسے اصرار کیا گیا تو انہوں نے پیچھا چھوڑایا یہ کہ آپ جیتے اور ہم ہارے فی الواقع یہ نہایت عمدہ جواب تہا جو دیا جا سکتا تھا کیونکہ بزرگونکا قول ہے ع جواب جاہلان باشد خموشی ✤ لیکن اس سے بعض حضرات کو یہ دھوکا ہوا کہ وہ بزرگ حقیقت میں جواب سے عاجز ہیں اس دھوکہ کے دور کرنیکے لیئے مولوی مرتضےٰ حسن صاحب نے خانصاحب کی اکثر کتابونکا نہایت قابلیت سے جواب لکہا جسکا جواب بجواب آجتک خانصاحب ور انکی ذریات سے نہو سکا۔ البتہ شرم مٹانیکے لیئے اتنا کہا گیا کہ مولوی اشرفعلی تہانوی جنکی ہار جیت علماء دیوبند ودہلی کی ہار جیت ہوگی ہمسے مناظرہ کریں یا ہماری تحریرونکا جواب دیں مولوی مرتضی حسن ہمارے مخاطب نہیں گرچہ حق آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو چکا تہا اور ہرگز ہرگز ایسی واہی تباہی باتونکی طرف علماء حقانی کو توجہ کی ضرورت نہتھی تاہم اتمام حجت کی غرض سے مولانا تہانوی تقریر وتحریر ہر دو پر آمادہ ہوئے۔ بلند شہر میں مناظرہ ٹھہرا مولانا تہانوی نے خانصاحب کے پاس اپنی دستخطی تحریر بھیجدی کہ میں آپسے مناظرہ کرنیکے لیئے طیار ہوں اگر آپکو منظور ہو تو مطلع فرمائیے دجال نے بجائے یہ لکہنے کہ کہ میں بھی مناظرہ کیلئے مستعد ہوں ایک بے سروپا خط مسمّی بہ ابحاث اخیری دہر گھسیٹا۔ چونکہ یہ خط مولانا کی تحریر کا جواب نہ تہا اسلیئے خود اہل بلند شہر نے تہانہ بہون بہیجنے سے انکار کیا جیسا کہ اسکی مفصل کیفیت رسالہ قاصمۃ الظہر فی بلند شہر میں مرقوم ہے اسکے بعد مرادآباد میں مناظرہ ٹہہرا (راقم الحروف اس زمانہ میں وہاں موجود تہا) یہان خانصاحب نے یہ چالاکی کی کہ پولیس والونسے کہدیا کہ اہل دیوبند فساد کرانے آئے ہیں اسوجہ سے پولیس نے یہ مناظرہ حکماً روکدیا۔ جب مولانا نے خانصاحب کی یہ کیفیت دیکھی تو یقین ہو گیا کہ وہ ہرگز مناظرہ نکرینگے۔ اور محض اتمام حجت کیلئے یہ رسالہ بسط البنان تحریر فرمایا ✤

باسمہٖ تعالیٰ حامداً و مصلیاً و مسلماً

بخدمت اقدس حضرت مولانا المولوی الحافظ الحاج الشاہ اشرف علی صاحب مدت فیوضکم العالیہ بعد سلام مسنون عرض ہو کہ مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی ایسے بیان کرتے ہیں اور حسام الحرمین میں آپکی نسبت لکھتے ہیں کہ آپنے حفظ الایمان میں اسکی تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا علم جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔ اسلئے امور ذیل دریافت طلب ہیں (۱) آیا آپنے حفظ الایمان میں یا کسی کتاب میں ایسی تصریح کی ہے (۲) اگر تصریح نہیں تو بطریق لزوم بھی یہ مضمون آپکی کسی عبارت سے نکل سکتا ہے؟ (۳) آیا ایسا مضمون آپکی مراد ہے۔

(۴) اگر آپنے نہ ایسے مضمون کی تصریح فرمائی نہ اشارۃً مفاد عبارت ہے نہ آپکا مراد ہے تو ایسے شخص کو جو یہ اعتقاد رکھے یا صراحۃً یا اشارۃً کہے اُسے آپ مسلمان سمجھتے ہیں یا کافر؟ بینوا توجروا

بندہ محمد مرتضیٰ حسن عفا عنہ

الجواب

مشفق مکرم سلمہم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم۔ آپکے خط کے جواب میں عرض کرتا ہوں (۱) میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا اور لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گذرا (۲) میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا چنانچہ اخیر میں عرض کرونگا (۳) جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں اور میرے دل میں بھی کبھی اسکا خطرہ نہیں گذرا جیسا کہ اوپر معروض ہوا تو میری مراد کیسے ہو سکتا ہے (۴) جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کی۔ یہ تو جواب ہوا آپکے سوالات کا اب آخر میں اس جواب کی تتمیم کیلئے مناسب سمجھتا ہوں کہ حفظ الایمان کی اُس عبارت کی مزید توضیح کروں جسکی بناء پر مجھپر یہ تہمت لگائی گئی ہے، گو کہ وہ خود بھی واضح ہے۔

اول میں نے دعویٰ کیا ہے کہ علم غیب جو بلا واسطہ ہو وہ تو خاص ہے حق تعالیٰ کیساتھ اور جو بواسطہ ہو وہ مخلوق کیلئے ہو سکتا ہے۔ مگر اس سے مخلوق کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں اور اس دعویٰ پر دو دلیلیں قائم کی ہیں وہ عبارت دوسری دلیل کی ہے جو اس لفظ سے شروع ہوئی ہے پھر یہ کہ آپکی ذات مقدسہ پر مطلب یہ ہو کہ آپکی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جاتا یعنی محض اس بنا پر کہ آپکو علوم غیبیہ بواسطہ

عـہ یعنی غیب کی باتوں کا علم الخ ۱۲ عـہ یعنی غیب کی باتوں کا علم الخ ۱۲

حاصل ہیں آپکو عالم الغیب کہنا اگر صحیح ہو تو اس سے اگر کل غیر تنناہیہ مراد ہوں تو وہ نقلاً و عقلاً محال ہے۔
اور اگر بعض علوم مراد ہوں گو وہ ایک ہی چیز کا علم ہو اور گو وہ چیز ادنیٰ ہی درجہ کی ہو تو اسمیں حضور صلے اللہ
علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و غیرہ کیلئے بھی حاصل ہے۔ تو لفظ ایسا کا یہ مطلب نہیں
کہ جیسا علم واقع میں حضور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ الخ نعوذ باللہ منہا بلکہ مراد اس لفظ
ایسا سے وہی ہے جو اوپر مذکور ہے۔ یعنی مطلق بعض علم گو وہ ایک ہی چیز کا ہو اور گو وہ چیز ادنیٰ ہی درجہ کی
ہو کیونکہ اوپر بھی مذکور ہو چکا ہے۔ کہ بعض سے مراد عام ہے۔ اور عبارتِ آئندہ بھی اسکی دلیل ہے وھو قولہ
کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے پس اگر زید ہر مخفی ادنیٰ
چیز کے علم حاصل ہونیکو بھی عالم الغیب کے اطلاق صحیح ہونیکا سبب بتلاتا ہے تو زید کو چاہیئے کہ اُن سب
کو عالم الغیب کہا کرے کیونکہ انکو بھی بعضی مخفی چیزیں معلوم ہیں خود اُس عبارت میں سرسری نظر کرنیسے یہ
مطلب واضح ہو رہا ہے پھر اس عبارت سے چند سطر بعد دوسری عبارت میں تصریح ہے کہ نبوت کیلئے
جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپکو تمامہا حاصل ہو گئے تھے۔ انصاف شرط ہے جو شخص آپکو جمیع علوم
عالیہ شریفہ متعلقہ نبوت کا جامع کہہ رہا ہے کیا وہ نعوذ باللہ زید و عمر و صبی و مجنون و حیوانات کے علم کو
مماثل آپکے علم کے بتلاویگا کیا زید عمر و غیرہ کو یہ علوم تو آپکے مثل دوسرے انبیا و ملائکہ علیہم السلام کو
بھی حاصل نہیں اس تقریر سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ عبارت مذکورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
علم کے مشابہ معاذ اللہ علم زید و عمر و غیرہ کو نہیں کیا گیا اور لفظ ایسا ہمیشہ تشبیہ کیلئے نہیں آتا۔ بلغاء
اہل لسان اپنے محاورات فصیحہ میں بولتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے مثلاً تو کیا یہاں خدا تعالیٰ کے قادر
ہونیکو دوسرے کے قادر ہونیسے تشبیہ دینا مقصود ہے ظاہر ہے کہ ہرگز نہیں بلکہ اس شق پر جو محذور
لازم کیا گیا اُسمیں غور کرنیسے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ مشابہت کی نفی کی گئی ہے چنانچہ بعض مطلق علوم
غیبیہ کے مراد لینے پر یہ خرابی بتلائی ہے کہ اُس میں حضورؐ کی کیا تخصیص ہے الخ۔ یعنی اس صورت میں
آپکی تخصیص نہ رہیگی بلکہ زید و عمر و غیرہ بھی اس صفت میں آپکے شریک و مشابہ ہو جائینگے حالانکہ آپکی
صفاتِ خاصہ کمالیہ میں کوئی آپکا شریک و مشابہ نہیں ہے اسلیئے یہ شق باطل ہوئی۔ اور اگر بزعم معترض
تشبیہ کیلئے بھی ہو تب بھی علم زید و عمر و غیرہ کو علم رسول اللہ سے تشبیہ نہیں دیگئی بلکہ مطلق بعض علوم سے جسکا
اوپر ذکر ہو بلکہ بفرض محال اگر علم رسول سے بھی تشبیہ ہوتی تب بھی من کل الوجوہ نہ ہوتی بلکہ صرف اتنے
امر میں کہ جسطرح مطلق بعض غیوب کا حصول آپکے لئے علت ہو گئی اطلاقِ عالم الغیب کیلئے
اسیطرح مطلق بعض غیوب کا حصول دوسروں کیلئے علت ہو جائیگی۔ اطلاقِ عالم الغیب کیلئے

سوال میں مقصود اصل مسئلہ کی تحقیق نہیں ہے بلکہ عالم الغیب کے اطلاق کو پوچھا ہے اسکا جواب دیا گیا ہے اب اصل
مسئلہ لکھتا ہوں قرآن مجید میں ہے کہ آپ فرمایئے وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ
وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمیع غیوب الی یوم القیامۃ کا علم مستلزم ہے
دوام عافیت وعدم مس ضرر کو اور ظاہر ہے کہ عین وقت وفات تک مس ضرر رہا چنانچہ خود مرض بھی اسکی ایک فرد
ہے پس عدم مس آخر عمر تک مرتفع رہا تو علم جمیع غیوب کو بھی آخر عمر تک بھی منتفی ہوا۔ اگر کہا جاوے کہ یہ منتفی علم بالذات
ہے جواب یہ ہے کہ جو تالی اس مقدم پر مرتب کیگئی ہے وہ دلیل ہے مقدم کے عام ہونیکی کیونکہ استکثار خیر وعدم مس
مطلق علم کے لوازم سے ہے نہ کہ علم بالذات کے لوازم سے یہ حکم بالکل بداہت عقل کیخلاف ہے کہ اگر آئندہ کا واقعہ خود
منکشف ہو تب تو مس سوء نہو اور جو خدا تعالی کے بتلانے سے منکشف ہو تو مس سوء ہو اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ بعض
آدمیوں کی نسبت قیامت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جاویگا۔ اِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا
بَعْدَكَ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے بعض اعراض تک بھی کہ آخر عمر سے بہت متاخر ہے آپ پر بعض کونیات ظاہر نہیں ہوئے نہ بالذات
نہ بالعطاء کیونکہ بالعطاء کے بعد آپ انکو نہ بلاتے صریح اس اطلاع کے بعد سُحْقًا سُحْقًا فرماویگا ایسے دلائل
بہت ہیں مگر ہم دو شاہد پر اکتفا کرتے ہیں پس آیت وحدیث دونوں سے معلوم ہوا کہ آخر عمر تک بھی بعض کونیات آپ پر مخفی
رہیں جنکا تعلق منصب نبوت سے نہ تھا پس ہمارا دعوی ثابت ہو گیا اور مخالف کا دعوی کہ آپکو آخر عمر میں تمام
واقعات الی یوم الآخرۃ میں سے کسی قسم کا علم مخفی نہ رہا تھا منتفی ہو گیا۔ رہا یہ کہ اسکا اعتقاد باطل کس درجہ میں ہے
سو مقام اسکی تفصیل کا متحمل نہیں مجمل یہ ہے کہ اس اعتقاد کی صورتیں مختلف ہیں بعض درجہ بدعت ومعصیت میں
ہیں جنمیں انکار قطعی کا نہیں ہوا اور بعض درجہ کفر کا ہے جنمیں انکار قطعی کا ہے امر ثانی بعض کا بر بنائے مسلمہ علمائے امت
کے کلام سے اپنی عبارت کے مشابہ عبارتیں نقل کرتا ہوں کہ نظیر میں حاصتہ ہے دفع استبعاد
کی شرح مواقف کے موقف سادس مرصد اول مقصد اول میں فلاسفہ کے جواب میں ہے ۔ قُلْنَا مَا ذَكَرْتُمْ
مردود بوجوه اذ الاطلاع على جميع المغيبات لا يجب للنبي اتفاقا منا ومنكم ولهذا قال
سيد الانبياء ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسني السوء والبعض اي الاطلاع

لہ یہ شبہ نہ کرے کہ اس مقام پر یہ شبہ عائد ہوتا ہے کہ بعض آیات واحادیث واقوال بزرگان دین سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو
ماکان ومایکون کا علم تھا چنانچہ احقر نے مولانا کو یہ شبہ ایک عریضہ میں تحریر کر کے جواب چاہا جسکا مولانا نے حسب ذیل جواب دیا ہے ۔ عنایت فرمائے
بندہ مولوی مقصود حسن صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اسکا جواب خود حفظ الایمان میں کافی طور پر موجود ہے جو آپ جیسے فہیم کیلئے
کافی ہے اس عبارت کو پشت پر نقل کئے دیتا ہوں نقل عبارت حفظ الایمان اگر کسی کو ایسے الفاظ سے شبہ واقع ہو ...... ایسا عموم مثبت دعاے
نہیں ہرگز نہیں آ اسپر اتنا اور اضافہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جواب مذکور کی ضرورت ان عبارات میں ہے جو قواعد شرعیہ سے حجت ہیں اور جو عبارات
کی حجت نہیں وہ نصوص نافیہ علم محیط کیساتھ خود معارض ہیں کہ اثر الطرفین سے تساوی فی النبوت ہے پس جواب میں اتنا کافی ہو کہ بنا کے
سامنے مرجوح ساقط ہے اور ادب یہ ہے کہ مرجوح میں تاویل مناسب کیجائے اسکی ذمہ داری میں مثبت پر ہے صرف ہمارے ہی ذمہ نہیں
محمد اشرف علی از تھانہ بھون ۱۲

علی البعض لا یختص بہ ای بالنبی انصاف ورکار ہے کیا لا یختص کا وہی مفہوم نہیں جو عبارت حفظ الایمان
کا ہے اور شائد نے سنا ہو کہ میری دلیل کے مقدمات پر نقض کیا گیا ہے کہ منطق پر چاہیئے کہ آپکو عالم بھی نہ کہیں
کیونکہ یہ مقدمات اسمیں بھی جاری ہیں مگر مجھکو حیرت ہو کہ اتنا صریح فرق معترض کے خیال میں نہ آیا نقض سوقت وارد
ہوتا ہی جبکہ آپکو عالم مطلق بعض علوم کی بناپر کہا جاتا ہی آپکو تو عالم خاص علوم عظیمہ مختصہ کی بناپر کہا جاتا ہی اور اسمیں
یہ مقدمات جاری نہیں ہوتے اور اگر یہی جواب عالم الغیب کے اطلاق کا دیا جاوے تو اس جواب کا بطلان وجہ فرق مذکور اشارۃً
میں گذر چکا ہو کہ یہ اطلاق عالم کا شرع میں وارد ہو اور عالم الغیب کا اس بناپر اطلاق وارد نہیں فَافْتَرَقَا دوسرے اگر
اس جواب سے بھی قطع نظر کیجائے تب بھی غایت ما فی الباب یہ علمی سوال ہوگا جسکا اہل علم سے کچھ تعجب نہیں یہ علم
کی یہ نسبت مستمرہ ہو کہ علمی گفتگو کیجائے افسوس تو جاہلانہ و سوقیانہ سب و شتم اور رمی بالکفر او تصنیع تان کر بہتان باندھنے
کا ہی اور مقصود اس مقام پر اسی کا دفع کرنا ہو بحمد اللہ بوجہ احسن حاصل ہو گیا اور اسپر بھی زبان او قلم کو روکنا پسند نہو گا
تو میں اسکا انتقام خدا کے سپرد کر کے وہی کہونگا جو حق تعالی نے ایسی جاہلانہ و معاندانہ جدال پر جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو کہنے کا حکم فرمایا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اِنْ جَادَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۞ اَللّٰہُ یَحْکُمُ
بَیْنَکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ ۔ اور یہ کہونگا ع با خدا وایم سپہ خلائق کار
نیست اسلئے ابتک میں نے ایسی لغویات کے جواب کیطرف التفات نہیں کیا کیونکہ تجربہ ہے کہ اسپر کوئی معتدبہ نفع مرتب
نہونیکی وجہ سے اسکو اضاعت وقت سمجھتا ہوں۔ آپ جو آپ نے طریقہ کیموافق پوچھا میں نے اپنے معلومات ظاہر کر دئے
اس سے یہ شبہ بھی نہیں ہو سکتا ہے کہ ابتک کیوں نہیں لکھا شاید اب رجوع کر لیا ہو سو وجہ نہ لکھنے کی یہی
تھی کہ کسی نے پہلے مانوس کیطرح پوچھا ہی نہ تھا باقی رجوع تو وہ ہی جو پہلے اور قول اور عقیدہ ہو اور اب اسکو
ترک کر کے دوسرا عقیدہ اور قول اختیار کیا ہو بفضلہ تعالی میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ ہمیشہ سے آپکے
افضل المخلوقات فی جمیع الکمالات العلمیہ والعملیہ ہونیکے باب میں یہ ہے ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر +
اب میں اس تحریر کو ختم کرتا ہوں اور لقب بسط البنان لکف اللسان من کاتب حفظ الایمان سے
ملقب کرتا ہوں۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ +

کتبہ محمد اشرف علی

---

[1] اور اس عبارت سے بھی اصرح اور اشبہ مطالع الانظار شرح طوالع الانوار للبیضاوی ہے اسکی عبارت ذیل جو صفحہ ۲۰۸ طبع استانبول و صفحہ ۱۹۹ طبع مصر میں ہے فذہب الحکماء الی ان النبی من کان مختصا بخواص ثلث الاولی ان یکون مطلعا علی الغیب بصفاء جوہر نفسہ و شدۃ اتصالہ بالمبادی العالیۃ من غیر سابقۃ کسب و تعلیم و تعلم الثانیۃ … المقابلۃ للصور المفارقۃ الی ان قال … ان یشاہد الملائکۃ … صور متخیلۃ و یسمع کلام اللہ تعالی و الوحی و قد رد و علی ہذا بانہم ان ارادوا بالاطلاع علی جمیع الغائبات فلیس بشرط فی کون الشخص نبیا بالاتفاق وان ارادوا بہ الاطلاع علی بعضہا فلا یکون ذلک خاصۃ للنبی اذ ما من احد الا و یجوز ان یطلع علی بعض الغائبات من دون سابقۃ تعلیم و تعلم و ایضا النفوس البشریۃ کلہا متحدۃ بالنوع فلا تختلف حقیقتہا بالصفاء والکدر فما جاز لبعض جاز ان یکون لبعض آخر فیکون الاطلاع خاصۃ للنبی ۱۲ منہ +

اگرچہ یہ دونوں بعض متغائر ہوں ایسی تشبیہ من بعض الوجوہ تو نص قطعی قرآنی موجود ہے قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
إِن تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ ۔ اول میں مقبول
کی ایک حالت کو غیر مقبول کی ایک حالت سے اور دوسرے میں غیر مقبول کی ایک حالت کو مقبول کی ایک
سے تشبیہ دی ہے البتہ اگر کوئی صرف اس تشبیہ پر اکتفا کرے وجوہ تفاوت و تفاضل کو بیان نہ کرے تو بیشک
قبیح ہے لیکن جب اسکا بھی ساتھ ساتھ بیان ہو جیسا قرآن مجید میں مثلکم کے بعد یوحی اور تألمون
کے بعد وَتَرْجُونَ مِنَ اللهِ مَا لَا يَرْجُونَ ہے ۔ اور جیسا کہ تقریر مذکور
میں کہ کلام متلاصق و متناصق ہے آپکا جامع علوم لازمۂ نبوت ہونا مصرح ہے یا طرز بیان تفاوت پر دال ہے
پھر کیا قباحت ہے اور جبکہ تشبیہ ہی نہ ہو تب تو شبہ کا کوئی موقع نہیں اور ایک شق بیان محتمل تھی کہ آپکو عالم
الغیب تو کہیں مگر نہ تو بنا بر جمیع علوم غیر متناہیہ کے اور نہ بنا بر مطلق بعض علوم کے تاکہ اشتراک لازم آوے بلکہ بنا بر
علوم وافرہ عظیمہ کے جو دوسروں کو حاصل نہیں سو یہ شق یہاں صراحۃً مذکور نہیں مگر اسکی طرف بھی مع جواب کے
اس قول میں اشارہ کر دیا ہے کہ اگر التزام نہ کیا جائے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے یعنی
اگر آپکو عالم الغیب کہنے اور دوسروں کو عالم الغیب نہ کہنے کا التزام کیا جاوے مثلاً اسکو اصطلاح قرار دیا
جاوے کہ علوم کثیرہ شریفہ کے عالم کو عالم الغیب کہا جائے اور علوم قلیلہ خسیسہ کے عالم کو عالم الغیب نہ کہا جائے
تو شرعاً اس فرق کے معتبر ہونے پر دلیل لانا ضروری ہے یعنی یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ عالم علوم شریفہ کثیرہ پر غیر
شریفہ شریعت کے عالم الغیب کو اطلاق کرنیکی اجازت دی ہے پس جو شق مصرحاً موجود ہے جسمیں وہ عبارت متنازع فیہا
ہے اسمیں بعض علوم سے مراد مطلق بعض ہے قطع نظر شریفہ و قلیلہ و کثیرہ سے پس وہاں وہی شخص مخاطب ہے
جو مطلق بعض علوم کے حصول کو سبب بناتا ہے عالم الغیب کے صحت اطلاق کا اور ظاہر ہے کہ اس شخص پر وہ
محذور قطعاً لازم ہے جو یہاں لازم کیا گیا ہے اور جو شق اشارۃً مذکور ہے وہاں وہ شخص مخاطب ہوگا جو بعض خاص
علوم کو سبب بنادے عالم الغیب کی صحت اطلاق کا اور اس شق مذکور کو اشارۃً پر خود وہ محذور ہی نہیں لازم کیا
جو کہ شق مصرح پر ہے تاکہ اس بحث کی گنجائش ہو کہ علوم شریفہ کثیرہ کی بنا پر اطلاق کرنا عالم الغیب کا مستلزم نہیں
علوم خسیسہ قلیلہ کے بنا پر عالم الغیب کے اطلاق کرنیکو بلکہ اس شق مذکور اشارۃً پر محذور ہی دوسرا ہے جو ابھی بیان ہوا
کہ شرعاً اس فرق کے معتبر ہونے پر دلیل لانا ضروری ہے خوب سمجھ لیا جائے اور جاننا چاہیئے کہ مجیب ہونیکی حیثیت
سے ہمارے ذمہ اتنا بھی نہ تھا جتنا بیان کیا گیا صرف بعض منافی اشتباہات کے رفع کرنیکی غرض سے یہ زیادت
گوارا کی گئی باقی اس سے زیادہ تو کسی درجہ میں بھی ہمارے ذمہ نہیں ہے مگر ہم تبرعاً تین امر اسکے متعلق اور بیان کئے دیتے
ہیں اول اصل مسئلہ کی دلیل ہم سے قطع نظر اسکے کہ آپکو عالم الغیب کہنا جائز ہے کہ نہیں جسکی بحث اوپر مذکور ہوئی کیونکہ

تالیفات مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
القول البدیع متعلقہ جمعہ اور عیدین وغیرہ	۳ر	کا جواب مجتبائی۔	۲ر
الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد	۴ر	حق السماع مجتبائی در تحقیق جواز و عدم جواز سماع	ار
اکسیر فی اثبات التقدیر الاقتصاد		مجموعہ تلخیصات العشر	۹ر
فی التقلید والاجتہاد۔	۸ر	حقوق الاسلام	ار
اصلاح الرسوم مع ضمیمہ مجتبائی		خطب ماثورہ	۲ر
رسوم مروجہ زمانہ کی تحقیق جواز و ناجواز اس		رونمائے مثنوی	۲ر
پیدایش سے لیکر مرنے تک جس قدر رسوم		سبق الغایات فی نسق الآیات عربی۔	
اب شائع ہوگئے ہیں۔ اُن سب کی تردید		ربط آیات میں بےنظیر کتاب ہے مجتبائی۔	۸ر
مدلل بدلائل شرعیہ ہے۔	۴ر	صفائی معاملات ضروری احکام وادو ستد	۲ر
اوراد رحمانی واذکار سبحانی		فروع الایمان	۴ر
مجتبائی۔ فضائل تسبیح وتحمید وتکبیر میں۔	۳ر	فتاوائے اشرفیہ حصہ اول	۴ر
بہشتی زیور مع گوہر مدلل ومکمل محشی		ایضاً حصہ دوم	۶ر
مطبوعہ مجتبائی جدید (مطبع علیمی)	معہ	قصد السبیل الی المولیٰ الجلیل تصوف	
بیان القرآن کامل در ۱۲ جلد ہر جلد		وسلوک میں۔	۲ر
علیحدہ علیحدہ بھی فروخت ہوتی ہے کامل	عنہ	قصہ حضرت موسیٰ وحضرت ابراہیم المسمی	
تحقیق تعلیم انگریزی اُردو	ار	بہ ترتیب اللطیف فی قصۃ الکلیم والحنیف	
تنشیط الطبع فی اجراء السبع مجتبائی		مجتبائی۔	۴ر
اختلاف قراءت اور ساتوں قراءتوں کے		کرامات امدادیہ	۶ر
معلوم ہونے کی ترکیب اور قاعدے		کمالات امدادیہ	۶ر
اور قانون۔	۵ر	کلید مثنوی شرح مثنوی مولانا روم	
تعلیم الدین معاش در معاد کو طریقے	۸ر	حامل المتن بزبان اُردو نہایت سلیس	
جزاء الاعمال	۲ر	ومطلب خیز ومختصر تقریر میں یہ شرح	
حفظ الایمان چند ضروری مسائل		لکھی گئی ہے۔ نصف دفتر اول - دویم عار	عار